فضائل ومسائل رمضان المبارک

(Peer Owaisi Tabasum, Narowal)

یاایھاالذین اٰمنواکتب علیکم الصیام کماکتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون0''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ پرہیز گار بن جاؤ۔''(سورۃالبقرہ پارہ2آیت 183)

تشریح وتوضیح:الصیام ''صوم'' کی جمع ہے جسے ہماری زبان میں روزہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

لغوی اور شرعی معنی: صوم ''روزہ'' کا لغوی معنی ہے کسی چیز سے رک جانا کسی چیز کو بالکل ترک کر دینا

،اصطلاح شریعت میں صوم ''روزہ'' کہتے ہیں۔مکلف آدمی کا عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے آپ کو حقیقۃً یا حکماً باز رکھنا۔کتب علیکم الصیام ''تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں'' ۔امام علاؤالدین علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ روزے ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد، بعداز تحویل قبلہ دس شعبان المعظم کو فرض ہوئے۔عبادات میں سہل ترین عبادت نماز تھی اس لئے سب سے پہلے نماز فرض کی گئی۔ پھر اس سے مشکل چیز زکوٰۃ فرض ہوئی۔ پھر اس کے بعد روزے فرض ہوئے ۔چونکہ روزہ ایک بہت مشکل عبادت تھی طبیعتوں پر سخت گراں تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے حوصلہ بڑھاتے ہوئے فرمایا: کماکتب علی الذین من قبلکم'':''جیسا کہ روزے تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے۔

اے مومنو! اگرچہ یہ عبادت مشکل ہے لیکن یہ نہ سمجھنا کہ صرف تم ہی اس عبادت کے مکلف کئے گئے ہو۔ صرف تمہیں ہی اسکا پابند کیا گیا ہے۔ایسی بات نہیں تم سے پہلے جتنی بھی امتیں ہو گزری ہیں جنہوں نے مجھے ''الہ'' مانا اور میرے نبیوں کی نبوت پر ایمان لائے ،ہر ایک پر یہ عبادت فرض رہی ہے۔لہٰذا تم بھی اسے بخوشی قبول کر لو۔سابقہ آسمانی کتابوں میں روزے کا ذکر کسی نہ کسی شکل میں ضرور موجود ہے توریت شریف میں روزہ داروں کی تعریف کی گئی ہے۔اسی طرح انجیل کے مختلف نسخوں میں روزہ کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔

فضائل رمضان: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب رمضان شریف داخل ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ نیز آپ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ کے سوا ابن آدم کا ہر عمل اس کیلئے ہوتا ہے اور روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔"روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ نہ جماع کی باتیں کرے نہ شور و شغف کرے اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ محبوب ہے روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت وہ اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہو گا۔(بخاری 259/1)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام باب ریان ہے تو قیامت کے دن روزہ دار اس دروازے سے داخل ہوں گے انکے علاوہ کوئی دوسرا اس دروازے سے داخل نہ ہو گا۔ کہا جائے گا کہاں ہیں روزہ دار؟ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے انکے علاوہ اور کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکے گا ان کے گزر جانے کے بعد دروازے کو بند کر دیا جائے گا۔(بخاری 254/1)

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو کوئی مسلمان رمضان المبارک میں ایک نفلی نیکی کریگا تو اسے فرض کا ثواب ملے گا اور ایک فرض ادا کریگا تو اسے ستر فرائض کی ادائیگی کا ثواب ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا جنت ہے اور یہ مہینہ غم خواری اور غرباء پروری کا ہے۔ اس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو اس مہینہ میں کسی روزہ

دار کا روزہ افطار کرائیگا تو اسکے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا جائے گا اور اسے روزہ جتنا ثواب ملے گا۔ نیز جو "روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائیگا اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے پلائے گا جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وھو اشھر اوّلہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ واٰخرہ عتق من النار: "یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔" آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: "جو اس مہینہ میں اپنے ملازم اور خادم سے کام میں تخفیف کرے گا اسے بھی اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور آگ سے آزاد کر دے گا۔

روزوں کے فرض کرنے کی غرض وغایت: ہر عمل ہر محنت ومشقت اور ہر جد وجہد کسی خاص مقصد کے حصول کیلئے کی جاتی ہے۔ مسلمانوں پر رمضان شریف کے روزے فرض کرنے کی غرض وغایت اور مقصد کو اللہ تعالیٰ نے "لعلکم تتقون" کے دو لفظی جملے میں بیان فرما کر گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ یعنی لوگو! یوں نہ سمجھنا کہ رمضان شریف کے روزے تم پر بغیر کسی غرض وغایت کے فرض کئے گئے۔ نہ نہ ایسی بات نہیں۔ ان کی فرضیت کے پیچھے ایک عظیم مقصد کار فرما ہے۔ سنو! ان کی فرضیت کی غرض یہ ہے لعلکم تتقون۔ تاکہ تم تقویٰ وپرہیزگاری جیسی صفت سے موصوف ہو جاؤ۔ تم تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو جاؤ۔ کسان کھیتوں میں ہل چلاتا ہے۔ بیج بوتا ہے۔ محنت ومشقت کرتا ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے غلہ حاصل ہو۔ مقصد بھوسہ حاصل کرنا نہیں۔ دور سے کھیت دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ چلو ہم اپنے مقصد کے حصول کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ فصل اگانے کے بعد یہ راز کھلے کہ ساری فصل قحط سالی کی نذر ہو گئی اور ہمیں تو سوائے بھوسے کے کچھ نہ ملا۔ کیا کہو گے کسان نے اپنے مقصد کو پالیا، کیا اس نے ساری محنت ومشقت بھوسے کیلئے کی تھی؟ بھوسہ تو ایک فالتو چیز تھی اصل مقصد تو غلہ کا حصول تھا۔ جب اصل مقصد ہی حاصل نہ ہوا تو سمجھو کہ وہ سراسر ناکام ونامراد رہا۔ بلا تشبیہ ومثال "لعلکم تتقون" کا کلمہ بڑا قابل غور ہے مسلمانوں پر روزہ فرض کرنے کا مقصد وحید تقویٰ کی صفت حسنہ سے انہیں موصوف کرنا تھا۔ بلکہ کہہ لیجئے کہ حقیقی معنی میں بندہ بنانا تھا تو اگر رمضان نے مسلمان کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ رمضان کے آتے ہیں بے نمازی پکا نمازی بن گیا۔ مجرم گناہوں سے باز آگیا۔ گناہگار تائب ہو کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کا محافظ بن گیا۔ حدودِ

اسلامیہ اوراحکامات شرعیہ کا نگہبان بن گیا۔اسکے ہاتھ ظلم وتعدی سے باز آ گئے اسکے قدم معصیت کی طرف اُٹھنے سے رُک گئے،اسکی زبان جھوٹ بولنے،غیبت کرنے،گالی گلوچ بکنے اور ناحق کہنے سے گونگی ہوگئی،کان ناحق سننے سے بہرے ہوگئے،آنکھیں ناجائز دیکھنے سے اندھی ہوگئیں،اب ہاتھ اُٹھتا ہے توکسی کی مدد کیلئے اُٹھتا ہے،اب قدم اٹھتا ہے تواطاعت خداوندی میں اُٹھتا ہے،زبان حرکت میں آتی ہے تواس سے موتی ہی جھڑتے ہیں۔رمضان شریف گزرنے کے بعد بھی روزہ دار پر رمضان کا رنگ غالب رہے۔اسکی صحبت کا فیض جاری رہے۔تو سمجھو کہ اس بندۂ مومن نے مقصد صیام کو پالیا اور گواہی دو کہ واقعی ''لعلکم تتقون'' کی عملی تفسیر یہی ہے۔ایسے ہی روزے دار کے بارے میں رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ماتقدم من ذنبہ: ''جس آدمی نے ایمان کی حالت میں رمضان شریف کے روزے رکھے اور خود گناہوں سے بچتا رہا اسکے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔(بخاری) لیکن یاد رہے روزہ خود حقیقی منزل نہیں بلکہ منزل تک پہنچنے کا حقیقی ذریعہ ہے۔یایوں کہہ لیجئے تقویٰ ایسی سواری ہے جو راہِ حق کے مسافر کو یقیناً و جزماً منزل تک پہنچا دیتی ہے۔مومن کی منزل جنت ہے وہاں پہنچنے کیلئے جو آدمی تقویٰ کی سواری پہ سوار ہوگیا اس کے اور جنت کے درمیان چند سانسوں کی مسافت ہے۔اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرآن یوں کہتا ہے ''اعدت للمتقین'' اللہ تعالیٰ نے وسیع وعریض جنت ان لوگوں کیلئے بنائی ہے جو تقویٰ کی صفت سے موصوف ہوں گے۔یا یوں کہہ لیجئے! جو لوگ تقویٰ کی سواری پہ سوار ہو کر آئیں گے جنت کے در انہی کے لئے کھلیں گے اور جنت کے حقیقی وارث یہی لوگ ہوں گے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب منھا باب یسمی الریان لا یدخلہ الا الصائمون۔ ''جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ ایسا ہے جسے ریان کہا جاتا ہے اس میں سے صرف روزہ دار ہی گزریں گے۔'' (متفق علیہ)

پتہ چلا جو لوگ رمضان شریف کا ادب واحترام کرتے ہیں حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے صیام وقیام کا حق ادا کرتے ہیں ''لعلکم تتقون'' کے اُمید افزا پیام کے مطابق اللہ تعالیٰ انہیں تقویٰ کی سند عطا کر کے جنت کا وارث بنا دیتا ہے۔

لیکن یہ بھی یاد رہے کہ روزہ رکھنے کے باوجود روزہ دار اللہ کی نافرمانی سے باز نہ آیا اس کے دست وپا ظلم وتعدی کی طرف بڑھنے اور معصیت کی طرف اُٹھنے سے نہ رُکے، زبان پہ جھوٹ اور غیبت کا دور دورہ رہا، نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام نہ کیا یا کیا تو کیا لیکن رمضان گزرتے ہی مسجد کو الوداع کہہ دیا نمازیں رخصت ہو گئیں تو جان لو کہ یہ روزہ فقط نام کا ہوا کام کا نہ ہوا، ایسا روزہ اس قحط زدہ فصل کی طرح ہے جس سے سوائے بھوسہ کے کچھ حاصل نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع بعامہ وشرابہ۔ ''جس شخص نے (باوجود روزے کے) جھوٹ بولنا اور (باطل کام کرنا نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (بخاری

ضروری انتباہ: کسی مسلمان مکلف کا عبادت کی نیت سے منتہائے سحر سے منتہائے غروب آفتاب تک قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا روزہ ہے یہ بات خوب ذہن نشین رہے کہ منتہائے سحر سے روزے کا آغاز ہو جاتا ہے۔ لہٰذا صبح صادق کا کوئی خفیف سے خفیف تر لمحہ بھی کھانے پینے میں بسر نہ ہو یہاں تک کہ اگر روزہ دار سحری کھا پی رہا تھا کہ انتہائے سحر کے آخری لمحات آ پہنچے لقمہ منہ میں ہو کہ صبح صادق کی ابتدا ہو جائے اگرچہ ابھی ایک دو سکینڈ ہی گزرے ہوں لازم ہے کہ وہ منہ والا لقمہ باہر نکال دے ورنہ روزہ شروع ہونے سے پہلے ہی ٹوٹ جائے گا۔ خیال رہے کہ حدیث پاک میں جو سحری کھانے پینے میں تاخیر کا حکم دیا گیا ہے اس سے ابتدائے صبح صادق سے پہلے کی تاخیر مراد ہے۔ اسی طرح افطاری میں جلدی کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے مراد بھی یہ ہے کہ جب سورج غروب ہونے میں سو فیصد یقین ہو جائے تو اس کے بعد افطاری میں جلدی کرو بعض لوگوں نے خصوصاً روزہ افطاری کے بارے جلدی افطار کرنے کی فضیلت والی حدیث یاد رکھی ہے اور افطاری میں اتنی جلدی مچا دیتے ہیں کہ سورج مکمل غروب ہی نہیں ہوتا کہ دن بھر کی محنت پہ پانی پھیر دیتے ہیں۔ حالانکہ روزہ کے وقت ابتداء اور وقت اختتام کے بارے میں واضح حکم موجود ہے ارشاد خداوندی ہے

: کلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل۔ یعنی صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے تک سحری کھانے میں تاخیر کرنا درست ہے۔ لیکن یہ جائز نہیں کہ صبح صادق کا کوئی خفیف تر حصہ سحری کھانے میں بسر ہو جائے ۔یوں تو روزہ ابتداء ہی میں فاسد ہو جائے گا۔ اسی طرح روزہ تب پورا ہوتا ہے جب دن کا یقینی اختتام ہو کر آغاز شب ہو جائے۔ اس سلسلہ میں مسلمان بھائیوں بزرگوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ جہاں تم افطاری میں جلدی کرنے کی فضیلت والی حدیث یاد رکھتے ہو وہاں وعید والی حدیث بھی ضرور یاد رکھو تاکہ ''خیر الامور اوسطھا'' ''کہ ہر کام میں درمیانہ پن بہتر ہے'' پر عمل کا تعین ہو سکے۔

حدیث فضیلت : سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔''

حدیث وعید: صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''کہ میں سو رہا تھا دو شخص (فرشتے انسانی شکل میں) حاضر ہوئے میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا پہاڑ پر چڑھیئے میں نے کہا پہاڑ مشکل ہے میں نہیں چڑھ سکتا، انہوں نے کہا ہم آسان کر دیتے ہیں بہر حال میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ پھر مجھے آگے لے گئے میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ دل لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں اور ان کی باچھیں چیری جارہی ہیں جن سے خون بہہ رہا ہے ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو (افطاری میں جلدی کیا کرتے تھے اور) وقت سے پہلے روزہ افطار کر دیا کرتے تھے۔

غیر ضروری تاخیر کرنے والے لوگ جو ستارے خوب روشن ہو جانے پر روزہ افطار کرتے ہیں انہیں حدیث اول بالخصوص یاد رکھنی چاہئے اور جو لوگ افطاری میں اتنی جلدی کرتے ہیں کہ غروب آفتاب میں صرف شک ہوتا ہے یقین نہیں ہوتا افطار کر دیتے ہیں

۔انہیں بالخصوص حدیث دوم پہ نگاہ رکھنی چاہئے۔ بلکہ سب سے بہتر یہ ہے کہ دونوں حدیث پر عمل ہو وہ یوں کہ جب غروب آفتاب میں سو فیصد یقین ہو جائے پھر افطار کرنے میں جلدی کرو۔

روزے کے متعلق چند ضروری مسائل: کھانے پینے ہم بستری کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بشر طیکہ روزہ ہونا یاد ہو۔ خواب میں احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بغیر قصد کے قے ہو، اگرچہ بہت زیادہ روزہ نہ ٹوٹے گا ۔البتہ جان بوجھ کر منہ بھر قے کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ بلغم کی قے سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ مکھی حلق میں چلی گئی بلکہ حلق سے اُتر گئے تو روزہ نہ ٹوٹا۔ ہاں مکھی منہ میں پہنچی پھر اپنے ارادہ سے نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ رات کو احتلام ہوا یا بیوی سے ہم بستری کی غسل کا موقع نہ ملا تو اسی حالت میں وضو وغیرہ کر کے روزہ رکھ لے۔ بعد ازاں غسل کر لے اگر سارا دن غسل نہ کیا روزہ تو ہو جائے گا البتہ جنبی رہنے اور نمازیں ترک کرنے کا گناہ کبیرہ ضرور لازم آئے گا۔ دورانِ روزہ عورت کو حیض آگیا تو روزہ جاتا رہا۔ اس کے لئے مستحب ہے کہ بقیہ دن افطار تک کچھ نہ کھائے پیئے۔ اگر کھانا پینا ہی ہو تو چھپ کر کھا پی لے۔ ایام حیض کے روزوں کی قضا لازم ہے۔ البتہ نمازیں معاف ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ الاکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔